

Anayetullah Ansari

Assistant Professor Department of URDU

RBGR Collage Maharajganj SIWAN Bihar

Contact No. 9031431678 / 6201471567

Email : anayetullahansari@rediffmail.com

عنایت اللہ انصاری

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو

آر بی جی آر کالج مہراج گنج سیوان، بہار

“IQBAL KI TISRI GHAZAL KI TASHRIH (BALE JIBRIL)

BA URDU (Hons) Part-II (Paper-IV)

”غزلیات اقبال سے تیسری غزل کی تشریح“

غزل..... 3

آب و گل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں
اپنی جولاں گاہ زیر آسمان سمجھا تھا میں
بے حجابی سے تری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسمان سمجھا تھا میں
کارواں تھک کر فضاء کے بیچ و خم میں رہ گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہم عنان سمجھا تھا میں
عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسمان کو بیکراں سمجھا تھا میں
کہہ گئیں راز محبت پردہ دار یہائے شوق
تھی فغاں وہ بھی جسے ضبط فغاں سمجھا تھا میں
تھی کسی درماندہ رہرو کی صدائے دردناک
جس کو آواز رحیل کارواں سمجھا تھا میں

ترجمہ و تشریح

شعر 1:

اس غزل میں علامہ اقبال اپنے فکری موضوعات کو مخصوص انداز میں بیان کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ مطلع کے حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ اپنی کارکردگی اور جدوجہد کو میں صرف زمیں تک محدود سمجھا تھا یہاں تک کہ پانی اور مٹی کے مابین جو ربط ہے وہی میری کائنات تھی۔ بالفاظ دیگر میں نے ایک خاص سطح سے بڑھ کر بلندی تک دیکھنے کی زحمت نہ کی۔

شعر 2:

میری نگاہوں کا طلسم اس لمحے ٹوٹ کر رہ گیا جب تو نے حجاب سے باہر آ کر اپنا جلوہ دکھایا ورنہ صورت حال یہ تھی کہ فضاء میں جو نیلے بادل ہیں ان کو ہی میں نے آسمان سمجھ لیا تھا۔ تیرے جلوے کے پر تو سے مجھ پر حقیقت منکشف ہوئی۔ اگر صرف دیکھا ہی جائے تو صرف اور صرف آسمان ہے جو نیلے رنگ کا ہے مگر جب دل کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تو اللہ کی صفات نظر آتی ہیں تو نگاہوں کا جادو ٹوٹ جاتا ہے۔

شعر 3:

اس شعر میں علامہ اقبال نہایت ہی آسان اور سادہ الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ سورج چاند اور ستاروں کو میں نے اپنا سفر جانا تا کہ عروج کی منازل طے کر سکوں لیکن میرے یہ سفر راہ کے بیچ و خم میں تھک کر رہ گئے اور یوں میں تنہا ہو کر رہ گیا۔

شعر 4:

عشق ہی وہ قوت تھی جس کے ایک جھٹکے نے ہی مجھ پر ساری حقیقت کھول کر رکھ دی ورنہ قبل ازیں اپنی کم علمی کے سبب زمین اور آسمان کو لایا اٹھتا اور وسیع تر سمجھ رہا تھا یعنی عشق ہی وہ قوت ہے جو شعور ذات اور شعور کائنات سے روشناس کراتی ہے۔

شعر 5:

اس شعر میں شاعر کہتا ہے کہ ہوا یوں کہ شوق کی پردہ داری نے ہی راز محبت فاش کر دیا اور جس کیفیت کو میں ین ضبط فغاں کا نام دیا، راز محبت فاش ہونے کے بعد پتہ چلا کہ ضبط فغاں بھی عملاً فغاں بن گئی۔

شعر 6:

فی الواقعہ وہ کسی در ماندہ مسافر کی صدائے دردناک تھی جسے اپنی بے خبری سے میں نے قافلے کے کوچ کے اعلان کی آواز سمجھ لیا تھا۔ مراد یہ ہے کہ ابھی بہت کچھ ہے جسے جاننا ہے اور حقیقی راز کو پانا ہے یعنی ابھی تو صرف حقیقت کی ”ح“ سے ہی واقف ہوا ہوں۔
